رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ (الہام مسیح موعود)

قیمت فی پرچہ ار

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے
متعلق خط و کتابت بنام
مینیجر ہو۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ انچارج۔ مہر محمد خان

نمبر ۹۲ | مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۳ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۱۱ شوال سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

بنصرہ

۲۶ مئی ۸ بجے بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ جناب حافظ روشن علی صاحب و میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق سرگودہا و گوجرات اسلامی جلسوں کے لئے روانہ ہوئے پہلے موضع گنج متصل لاہور ۲۷ کو لیکچر ہونگے۔ ۲۸، ۲۹، ۳۰ کو گوجرات۔ ۳۱ کو سرگودہا پہنچیں گے۔

۲۷ کو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بھی گوجرات کے جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے جائینگے۔

۲۶ مئی کی صبح کو جناب چودہری فتح محمد خان صاحب ایم اے امیر وفد المجاہدین قادیان سے واپس آگرہ تشریف لے گئے ہیں۔

جناب مولوی عبد المغنی صاحب جو رخصت علالت پر تھے

یا خیل اللہ ارکبی

آج خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکے رحم سے ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ اس امر کا اعلان کریں کہ ہمارے چھ سو زائد مجاہد اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تین ماہ کے لئے اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ایک سو کے قریب اسوقت میدان عمل میں ہیں۔ باقی نہ صرف منتظر ہیں۔ بلکہ مشتاق ہیں۔ کہ کب ان کے نام روانگی کا حکم آتا ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ جذبہ اور جماعت کا یہ اخلاص جماعت کی یہ قربانی دیکھ کر ہم جس قدر بھی سجدات شکر بجالائیں۔ تھوڑے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو اس پاک جماعت کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ جس کا ہر ایک فرد اپنے اخلاص میں یکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف دوڑ میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قدم رکھ رہا ہے

پھر اللہ تعالیٰ کی جماعت اسلام کی مصیبت پر اس طرح بے قرار و مضطرب نظر آتی ہے۔ جس طرح کہ آج سے چار ہزار سال قبل ایک ماں فاران کے میدان میں اپنے بچہ کی ضرورت پر پریشان اور سرگردان تھی۔ اور اپنے بچہ کے لئے آب حیات کی متلاشی تھی۔ اور اپنے نالہ ہائے دل سوز سے عرش معلی کو ہلا رہی تھی۔ آخر رؤف الرحیم خدا نے اس خاتون کی آواز کو سنا۔ اور اپنی نصرت اور رحمت کے دروازے اس پر اور اسکی اولاد پر ہمیشہ کے لئے کھول دئے۔

اے حزب اللہ۔ اگر تو بھی آج اسی جذبہ عشق الٰہی

محبت اور اسی تڑپ سے در حق کو کھٹکھٹائے گا۔ اور اسلام کے لئے جو کہ نام نہاد علماء دین کے دست تظلم سے نزع کی حالت میں ہے۔ آبحیات کا متلاشی ہوگا تو ضرور ہے کہ ارحم الراحمین جل جلالہ اپنی رحمت کے دروازے تجھ پر کھولدے۔ اور نخل اسلام کو اسی طرح بارگ و بار کردے۔ جیسا کہ آج سے تیرہ سو سال قبل تھا اور تجھ ہی کو الا ان حزب اللہ ھم الغالبون کا مصداق بنائے ٭

ہم میں سے کوئی یہ مت خیال کرے کہ رب العزت والعرش ہمارے کسی مدد کا محتاج ہے۔ بلکہ یہ محض اس کی ذرہ نوازی ہے۔ کہ اس نے ہم کو یہ موقعہ دیا۔ کہ ہم اسکے دین کی خدمت کرکے ان نعماء اور افضال کے وارث ہوں۔ جن کی نبیوں اور رسولوں کی جماعتیں وارث ہوتی رہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ کہ آج ہم مجاہد فی سبیل اللہ ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوگئے ہیں۔ اس لئے اپنی اس قربانی پر کوئی نازاں اور فرحاں نہ ہو۔ بلکہ تذلل سے اُسکے حضور گر جائیں۔ اور سجدات شکر بجالائیں کہ اس نے اپنے دین کا چاکر بننے کا ہمیں موقعہ دیا۔ لیکن اے حزب اللہ! ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم ہی واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق ہیں۔ اور آج کے دن ہم ہی ان ہدایتوں کے حامل ہیں۔ جو کہ وقتاً فوقتاً نبیوں کے ذریعہ نازل ہوتی رہی ہیں۔ اور ہم ہی وہ لشکر ہیں۔ جس کو قادر مطلق نے شیطان سے آخری جنگ کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ یہ دعویٰ رکھتے ہوئے کب ہم مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ہمارا امام ہزاروں کو طلب کرتا ہے۔ لیکن ابھی تک صرف چھ سو کی قلیل تعداد لبیک کہتی ہوئی آگے بڑھتی ہے۔ غیروں کے لئے یہ قربانی واقعی قابل رشک ہے۔ لیکن زندہ جماعت اور سرفروشی کا دعویٰ کرنے والی جماعت کے نقطہ نگاہ سے اس کو بہت بڑی اہمیت نہیں دی جاسکتی۔ جبکہ ابھی بڑا حصہ مطلوبہ تعداد کا باقی ہے۔ ہمیں جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی تھی۔ ہمارا فرض تھا۔ یا خیل اللہ ارکبی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار ہزاروں کی تعداد میں اسلامی جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے۔ اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنے اخلاص کا ثبوت دیتے مبارک وہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے لئے پہلے قدم بڑھاتا ہے۔ اور جو بعد میں آتا ہے۔ وہ پہلے کے نقش قدم پر چلتا ہے اور بہر صورت پہلے سے پیچھے رہتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کریں۔ اور اپنی رفتار میں اور سرعت پیدا کریں۔ اور اپنے عمل اور نمونہ سے دنیا پر ثابت کردیں۔ کہ آج ہم ہی اسلام کی نورانی شعاعوں کو دنیا کے کونوں تک پھیلانیوالے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ واری کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان تمام نعماء اور افضال کے وارث بنائے۔ جن کے زمانہ ماضی۔ حال۔ مستقبل میں اُسکے پیارے وارث ہوتے رہے ہیں۔ اور اسلام ہمارے ہاتھوں دنیا میں پھیلے۔ آمین

خاکسار

محمد عبد اللہ خان عفا اللہ عنہ

قائم مقام ناظر انسداد ارتداد۔ قادیان

اخبار احمدیہ

مفت اخبار کی درخواست

بٹالے سٹیشن کے قریب احمدی مہمان خانہ ہے پہلے منشی عبد الکریم صاحب تھے۔ اب منشی عبد اللہ خان صاحب کام کرتے ہیں۔ اکثر احباب وہاں قادیان آتے جاتے شب باش ہوتے ہیں۔ یا گاڑی کے وقت تک ٹھہرتے ہیں۔ منشی صاحب کی درخواست ہے۔ کہ کوئی صاحب الفضل قیمت دیکر جاری کرادیں تا آنے جانے والے پڑھ سکیں (۲) ایک اور صاحب جو کشمیری طرف گئے ہیں۔ جو بنا داری الفضل کے لئے ملتجی ہیں۔ ہم نے غریب فنڈ قائم کیا تھا۔ جسے احباب مختلف تقاریب پر اگر مدد دیتے رہتے۔ تو ایسی ایسی درخواستوں کا انتظام ہو جاتا ٭ (مینجر)

اللہ تعالیٰ کا احسان

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی علاقہ ملکانہ میں کام کر رہے ہیں۔ اُن کا چھوٹا بچہ عبد الخالق گھر سے باہر نکلا۔ اور مکان کے ساتھ جو پانی ہے۔ اسمیں جا پڑا۔ عزیز موصوف غوطے کھا رہا تھا۔ اور اپنی جد و جہد کی آخری حالت میں تھا کہ اتفاقاً عبد الحمید مرزا کارکن دفتر ریویو آف ریلیجنز وہاں سے گذرا۔ اور دیکھتے ہی پانی میں کود پڑا اور عزیز عبد الخالق کو پانی سے نکالنے میں کامیاب ہوا۔ تھوڑی دیر بعد عزیز موصوف ہوش میں آگیا۔ فالحمد للہ علی ذالک٭

عہدداران انجمن احمدیہ پشاور میں تبدیلی

(۱) منشی عبد المجید صاحب احمدی کے تبادلہ کی وجہ سے تبلیغی سکرٹری کے فرائض بابو محمد نذیر فاروقی احمدی کے سپرد کئے گئے۔ (۲) تا آمد بابو محمد عالم صاحب احمدی جناب مولوی محمد علی صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ پشاور امین انجمن بھی ہوگئے۔ (۳) محترم قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی جنرل سکرٹری ہمراہ جناب چیف کمشنر بہادر صوبہ سرحد روانہ سرد مقام نتھیا گلی ہوئے۔ آپ سے اگر خط و کتابت کرنی ہو۔ تو "چیف کمشنر آفس نتھیا گلی۔ پشاور" کے پتہ پر لکھیں۔

(۴) ہر ایک قسم کی خط و کتابت دربارہ انجمن احمدیہ پشاور مندرجہ ذیل پتہ پر ہو۔

بابو نذیر فاروقی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

محلہ گل بادشاہ۔ پشاور شہر٭

اطلاع تبدیلی

بابو رحمت اللہ صاحب جو مرید کے اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر تھے۔ اب جلو (امرتسر) میں ہیں۔ ان کے احباب کو اطلاع ہو۔ بابو صاحب موصوف اپنی مشکلات کے لئے دُعا کے ملتجی ہیں ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

ہندو مسلمانوں کو سوروں اور کتوں سے بدتر سمجھتے ہیں

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

مسلمانو بیدار ہو جاؤ ورنہ ہندو تمہیں کھا جائینگے

ایک مسلمان کے لئے ایک ہندو کے ہاتھ سے کھانا ایسا ہی ہے۔ جیسے ایک چوہڑے کے ہاتھ سے کھانا لیکن مسلمانوں کو چوہڑے کے ہاتھ سے کھانے میں پرہیز ہے۔ اور ایک ہندو کے ہاتھ سے خوشی سے کھاتے ہیں۔ جو مسلمانوں کو چوہڑوں چماروں سے بھی بدتر خیال کرتا ہے۔ کیونکہ مسلمان غلطی سے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ایک چوہڑے کو نیچ اور ادنیٰ خیال کرتے ہیں اور ایک ہندو کو جو ان کو چوہڑے سے بھی زیادہ ناپاک سمجھتا ہے۔ معزز خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ مذہبی اور انسانی اعتبار سے مسلمان کے نزدیک ایک چوہڑا اور ایک ہندو ایک ہی درجے کے لوگ ہیں۔ مسلمانوں کی اس رواداری سے ہندوؤں نے غلط فائدہ اٹھایا اور انھوں نے مسلمانوں کو اسی طرح کا سمجھا جیسا کہ چوہڑے ہیں۔ اور کتے ہیں اور سور ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بدتر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہندو خواہ کتنا ہی غلیظ ہو۔ اور ایک چوہڑے سے زیادہ کریہ المنظر اور میلا اور گندہ ہو۔ اس کے کپڑے گندگی سے خراب اور سیاہ ہو گئے ہوں۔ جن سے بدبو آ رہی ہو۔ اور اس کے جسم پر غلاظت اور میل کچیل کی تہیں جمی ہوئی ہوں۔ اس کے ہاتھ سے وہ مسلمان جس کو طہارت اور پاکیزگی کی تعلیم دی گئی ہے۔ نیکر خوشی سے کھا لیتا ہے اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کا مسلمانوں سے یہ سلوک ہے کہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمان ایک معزز اور محترم قوم ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ مسلمان صاف اور ستھرے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے ہاتھ ان کے کپڑے غلیظ نہیں لیکن ایک ہندو دوکاندار ان کو سختی سے دور باش کا حکم دیتا ہے۔ ان کے ہاتھ سے کھانا تو الگ رہا۔ ان کو اپنے ساتھ کھلانے کے لئے بھی تیار نہیں بلکہ کہتا ہے کہ پرے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ تم نہایت ادنیٰ درجہ کے لوگ ہو۔ اور تمہارے سایہ سے ہمارے برتن اور کھانے کی چیزیں ناپاک اور گندی ہو جائینگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوؤں کا یہ طریق نہایت ہتک آمیز اور ذلیل کن ہے۔ اور کوئی شریف آدمی اس سلوک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ جو متعصب اور ظالم طبع ہندو مسلمانوں سے روا رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کا منشاء ہے۔ کہ وہ اپنے اس طریق عمل سے پاک اور صاف اور معزز ثابت ہوں۔ اور مسلمان ناپاک اور ذلیل اور ادنیٰ۔ جیسا کہ غریب چوہڑے جو ہندوؤں کے ظلم کے ستائے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جو راجپوت ملکانے کسی زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ ان سے ہندوؤں نے چھوت چھات شروع کی۔ اور عملاً ان کو ذلیل سمجھا۔ اور ادھر ملکانوں نے یہ بھی دیکھا۔ کہ نہ صرف ہم ہی ذلیل ہیں۔ بلکہ ہندوؤں کی نظر میں بڑے بڑے معزز اور دولتمند مسلمان بھی ذلیل ہیں۔ تو ان کے دل میں یہ اثر راسخ ہو گیا۔ کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان ذلیل ہیں تبھی تو ہندو مسلمانوں سے چھوت کرتے ہیں۔ اور مسلمان معزز نہیں۔ کیونکہ اول تو مسلمان ہندوؤں سے چھوت نہیں کرتے۔ بلکہ جب ہندوؤں سے کوئی چیز خریدتے ہیں۔ تو اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں۔ کہ اس طرح قبول کر لیں۔ جیسے کتا جھوٹے ٹکڑے کو قبول کرتا ہے۔ حالانکہ مسلمان اس چیز کی قیمت ادا کر رہے ہیں

ہندوؤں کی اس چھوت چھات کی پالیسی کا ایک خوفناک اثر مسلمانوں کی اقتصادی اور تجارتی حالت پر بھی پڑا ہے۔ ہندو چھوت چھات کے باعث مسلمانوں سے کوئی چیز نہیں خریدتے۔ بخلاف ازیں مسلمان ہندوؤں سے خریدتے ہیں۔ اس لیے خوردنی اشیاء کی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ جب ہندوؤں نے خوردنی اشیاء میں دیکھا کہ مسلمان مجبوراً ہم سے خریدتے ہیں۔ اور اس سے ہمیں فائدہ ہوتا ہے تو انھوں نے اس مسئلہ کو اور سخت کر دیا۔ اور غضب کیا کہ اس متعصب اور مسلمانوں کی دشمن قوم نے اور تمام چیزیں بھی مسلمانوں سے خریدنی بند کر دیں تجربہ کر کے دیکھ لو۔ کہ ہندو لوگ کبھی مسلمان بزاز سے کپڑا نہیں خریدینگے۔ کبھی مسلمان بساطی سے بساط خانہ کی چیزیں نہیں خریدینگے۔ اور کبھی پرچون کی چیزیں ہندو لوگ مسلمانوں سے نہیں لینگے بلکہ تمام قسم کی چیزیں مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں سے ہی خریدینگے۔ اگر غور کیا جائیگا تو ان گئو ماتا کے فرزندوں کو دھوڑی کی جوتیاں فروخت کرتے ہوئے بھی پائینگے۔ سبزیاں ترکاریاں بیچتے ہوئے بھی دیکھیں گے۔ غرض ہندو لوگ اس چھوت چھات کی آڑ لیکر سب ہی قسم کی چیزیں ہندوؤں

سے خریدتے ہیں مسلمانوں سے نہیں خریدتے ہندوؤں کے اس ظلم کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بے خبر مسلمانوں کی تمام دولت کھنچ کر ہندوؤں کی جیبوں میں چلی گئی۔ اور مسلمان قلاش ہو گئے۔ اور ہندو لوگ مسلمانوں کا خون چوس چوس کر جونک کی طرح پھول گئے۔ غور تو کرو۔ اگر ایک مسلمان کم از کم ایک روپیہ ماہوار کی چیزیں بھی ہندوؤں سے خریدتا ہے۔ تو سال میں بارہ روپے ہوتے ہیں۔ اور سات کروڑ مسلمان ہندوستان میں آباد ہیں۔ اسطرح گویا کم از کم ۸۴ کروڑ روپیہ سالانہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر ہندوؤں کے پاس چلا جاتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہندو ایک پیسہ کی چیز بھی حتی الوسع مسلمانوں سے نہیں خریدتے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ان کی جیبوں میں سے نکلکر ایک پیسہ بھی مسلمانوں کو نہیں ملتا۔ اور مسلمانوں کے کروڑوں روپیہ ہندوؤں کے قبضہ میں آتے سال جاتے رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟

علاوہ ازیں وہ سرکاری ملازمتیں جو رفاہ عام سے تعلق رکھتی ہیں۔ تمام تر ہندوؤں کے قبضہ میں چلی گئی ہیں۔ اور غریب مسلمان ان سے محروم ہو گئے۔ کیونکہ کہدیا گیا کہ ہندو تو مسلمانوں سے ریل کے سفر میں پانی نہیں پی سکتے۔ اور ہاتھ سے کھا نہیں سکتے۔ اس لئے ہندوؤں کو نوکر رکھنا چاہیئے۔ جن سے دونوں قومیں کھا لیتی ہیں۔ مگر عملاً ہوتا یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو ریل کے سفر میں بڑی وقت سے پانی ملتا ہے۔ اور ہندو خواہ نہا بھی لیں۔

پس آج ضروریات مذہبی اور سیاسی داعی ہیں کہ مسلمان ہندوؤں سے اسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر چھوت چھات کریں۔ جس طرح ہندو کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں جو یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہم ہندوؤں سے ذلیل ہیں۔ دور ہو جائے۔ اور وہ اپنی عزت کو سمجھیں۔ اور ہندوؤں کو بھی قدر عافیت معلوم ہو کہ مسلمانوں کو ان کے چھوت چھات کرنے سے کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی روکانیں کھل جائیں جو یقیناً ہندوؤں کی نسبت صفائی سے کام لینگے اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو ہم مستقبل قریب میں دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان اپنا مال و دولت اور عزت کو ہندوؤں کے ہاتھ پر قربان کر دینگے اور خود آنکھوں میں ہاتھ دے دیکر روئینگے۔ وقت ہے کہ مسلمان بیدار ہوں۔ اور ہندوؤں سے چھوت چھات شروع کریں۔ تاکہ یہ ذلت کا داغ جو مسلمانوں کے ماتھے پر لگایا گیا ہے۔ دور ہو۔

عہد اسلامیہ کے متعلق جدید مہابھارت اور رامائن کی تصنیف

مہابھارت اور رامائن کی داستانیں جو کہ مرور زمانہ کے باعث

اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارے اہل وطن کی بد مذاقی کے سبب سے اگر زبان زد عوام نہیں رہا ہم عام پبلک کو شکر گذار ہونا چاہیئے کہ ان کی ضیافت طبع کیواسطے ایڈیٹر صاحب راجپوت گزٹ نے کافی سے زیادہ سامان جمع کر دیا ہے۔ اور اگر انکی مہربانی پبلک کی حالت پر اسی طرح رہی تو ہمیں امید ہے کہ جلد سے جلد بیسویں صدی کی رامائن بھی ایڈیٹر صاحب موصوف کی عنایتوں سے تیار ہو جائیگی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں:۔ "کہ فیروز شاہ نے ہزاروں بت اپنے قلعے کے آگے پھینکوا دیئے۔ اور ایکہزار پنڈتوں کے خون سے اس کا غسل ہوتا تھا۔ علاء الدین نے اٹھارہ ہزار برہمنوں کے سر کٹوا کر اور لال قلعہ کی دیواروں پر رکھ کر ان کے سر پر چراغ جلائے اور دیپ مالا کی ...... فیروز شاہ نے نگر کوٹ کو فتح کیا تو تمام مندروں کو غارت کر کے بتوں کو توڑ دیا۔ اور ان پر گائے کا گوشت لپیٹ کر برہمنوں کے گلے میں بندھوایا ...... تیمور نے علاء الدین کے بعد سے پانچہزار اجودھیا کے چودہ ہزار بنارس کے بیس ہزار بت پرست برہمنوں کو قتل کر دیا ...... علاء الدین بہادر شاہ اور اکبر ان تینوں کے وقت میں چتوڑ میں ساکہ ہوا جسمیں کوئی پانچہزار عورتیں زندہ جلکر مریں ...... شہاب الدین تخت پر بیٹھا۔ ایک دن میں تین لاکھ کفار کے زنار توڑ کر ان کے گلے میں طوق ایمان ڈالا ...... جسونت سنگھ کابل میں مارا گیا اور اس کے لڑکے کو اورنگ زیب نے دربار میں زہر ملا خلعت پہنا کر مار دیا۔"

کوئی ایک تاریخی انکشاف ہو تو اسکی مستقل داد دیجائے یہاں تو ایک مسلسل لڑی جس میں بہا تاریخی معلومات کی ہمارے سامنے ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ ہم انکی ستائش میں ان کا مقابلہ اٹلی کے مشہور شاعر دانتے کے افسانے سے کریں یا ملٹن کے سرگ گمشدہ سے ان کے لئے تشبیہیں لائیں لیکن ہمارے معزز ناظرین ہم امید کرتے ہیں کہ اپنے تخیل سے کام لیکر ہماری اس بارہ میں مدد فرمائینگے۔ اور ان افسانوں کو اس قوم کا جس نے ایک بندر کو اپنی ایک انگلی پر پہاڑ اٹھاتے ہوئے ہوا میں پرواز کرتا ہوا دکھلا کر اپنی حقیقت نوازی کی داد دی ہے۔ ایک طبع زاد افسانہ قرار دینگے۔ فیروز شاہ کا عہد حکومت دیکھیں۔ اور ایک ہزار پنڈتوں کا روزانہ خون!! یہ تو وہی مثل ہوئی کہ جیسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ اگر بھوت کے ایک انت کو بھی دفن کیا جائے تو اس سے کئی ہزار اور بھوت پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہند کی سرزمین بھی عجب برہمن زار ہے کہ قائم نے حملے کئے۔ محمود نے ۱۷ اپیاپے حملوں میں لاکھوں اور کروڑوں برہمنوں کا خون کیا۔ شہاب الدین غوری اور بختیار خلجی نے ان گنت برہمنوں کے خون سے اپنی تلواروں کو ناپاک کیا مگر سبحان اللہ عجب روئیدگی ہے کہ بنگالہ کے سبزہ زار بھی اس کثرت سے سانپ لپیٹے ہوئے سبز گھاس نہیں پیدا کر سکتے۔ جتنے کہ ہمارے معزز مورخ کے تخیل نے برہمن منٹوں میں لا کھڑے کر دیئے۔ لال قلعہ کے متعلق تو ہم اب تک یہی سنتے آئے تھے کہ شاہجہان کی تعمیر پسند طبیعت کا ایک چھوٹا سا کرشمہ تھا۔ اور جس کے متعلق اب بھی ہمارے ہندو اور عیسائی مورخ یہ کہنے سے باز نہیں آتے کہ ملک کی دولت اس نے تاج جیسی بے صرف عمارت بنانے میں صرف کی۔ اور اقتصادی سیاسی، علمی، ادبی، صنعتی ترقیوں کو اپنے اس شوق بے حاصل کے پیچھے ضائع کیا۔ مگر ہمارا محقق مورخ راجپوت گزٹ بعض اور مورخین کی پناہ لے کر ہمارے اس قدیم تاریخی معلومات سے ہمیں محروم کئے دیتا ہے اور لال قلعہ کو علاء الدین کے وقت میں موجود بتلاتا ہے۔ غرض انکی فہرست انکشافات اتنی طویل ہے کہ ہم خوف کرتے ہیں کہ ہمارے معزز ناظرین انکی لمبی تنقید سے طول نہ ہو جائیں۔ البتہ یہ عرض کئے بغیر رہا نہیں جاتا کہ حضرت تیمور صاحب قران رحمتہ اللہ علیہ کو یورپین مورخین نے باوجود اپنی مبالغہ بندی کے دہلی اور اسکے مضافات سے آگے بڑھنے نہیں دیا۔ لیکن ایڈیٹر صاحب نے انہیں شام اودھ اور صبح بنارس کا لطف اٹھاتے ہوئے پایا۔ اب اس تحقیق کے سامنے ہمیں کیا کہنے کی گنجائش۔ ❖ ہاں ہمارے ناظرین ایک تاریخی نکتہ ضرور یاد رکھیں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ابنائے وطن ہندو اصحاب اگرچہ اپنے ملک کی تاریخ آپ کوئی نہیں رکھتے۔ اور ان کے بزرگوں کا علم جغرافیہ جو کہ علم تاریخ کے ساتھ سمجھا جاتا ہے اسی قدر تھا کہ وہ ہمالہ کے پرے انہیں کرائی دنیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ عید الفطر

عید کن کی ہوتی ہے اور کب

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۱۸ رمئی ۱۹۲۳ء

(حضرت اقدس مسیح موعود کے باغ میں)

تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

مسلمانوں کی عید

عید کا دن جو مسلمانوں میں خوشی کا دن شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق قابل غور بات یہ ہے کہ ہم اس دن کیوں خوش ہوتے ہیں۔ یہی دن بعینہٖ اپنے تمام حالات کے ساتھ جس طرح ہم پر آیا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں عیسائیوں اور سکھوں پر چڑھا ہے مثلاً یہ نہیں کہ ہم پر یہ دن ٹھنڈا ہو۔ ہندوؤں پر گرم ہو۔ یا مثلاً ہمارے لئے سورج کے چڑھنے اور اترنے میں فرق پڑ گیا ہو۔ دن رات چھوٹے بڑے ہو گئے ہوں ان میں سے کوئی فرق نہیں۔ جس طرح ان کیلئے ہے اسی طرح ہمارے لئے ہے۔ جب یہ دن سب کیلئے برابر ہے۔ تو وجہ کیا ہے کہ ہم خوش ہیں۔ اور وہ نہیں۔ ہمارا بچہ بچہ خوش ہے۔ ہماری عورتیں خوش ہیں۔ ہمارے مرد خوش ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کے مرد اور بچے اس دن کو معمولی طریق پر گذارتے ہیں یہی حال اس دن سکھوں کا ہے۔ اور اس دن کا اثر ان لوگوں کے اعمال پر حرکات و سکنات پر کچھ بھی نہیں۔ ہمارے لئے آج کا دن جانیوالی اور آنیوالی کل کی نسبت اہم ہے کل ہمارے بچوں اور عورتوں اور مردوں نے لباس نہ پہنے تھے۔ اور کل کیلئے بھی تیار نہیں کرینگے۔ مگر آج کرتے ہیں

ہندوؤں عیسائیوں کی عید

پھر ہم دیکھتے ہیں ہندوؤں اور عیسائیوں کی جو عیدیں ہوتی ہیں۔ ان کا ہم پر اثر نہیں ہوتا۔ ہندوؤں کی دیوالی ہوتی ہے۔ اور ہولی ہوتی ہے۔ ان کا ہم پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں وہی چراغ جلتے ہیں۔ جو عام طور پر جلا کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں وہ غریب ہندو جس کو روزانہ جلانے کے لئے بھی تیل نہ ملتا ہو۔ دیوالی کے دن ضرور چراغ جلاتا ہے۔ غرض مسلمانوں کی عید ہندوؤں اور عیسائیوں پر موثر نہیں اور ہندوؤں کے تہوار مسلمانوں عیسائیوں کے لئے اثر انداز نہیں۔ اور عیسائیوں کی عید مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے پر اثر نہیں۔

عید کے دن خوشی کی وجہ

لیکن سوال یہ ہے کہ خوش ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اگر ہم اس بات پر غور کریں تو اپنی زندگی کو اپنے تصرف کے نیچے لا سکتے ہیں۔ عید کا دن اپنے ظاہری سامانوں سے عید نہیں ہے۔ کپڑوں سے عید نہیں کیونکہ کپڑے ہندو عیسائی بھی بناتے ہیں۔ کھانوں سے عید نہیں کہ کھانے دوسرے بھی کھا سکتے ہیں۔ اور خود مسلمان بھی دوسرے دن پکا سکتے ہیں۔ مگر اس دن چہل پہل ہوتی ہے۔ اگر کھانوں کپڑوں ہی سے عید ہوتی تو ہندوؤں عیسائیوں کے لئے بھی ہوسکتی ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے لئے ہے ان کے لئے نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عید کپڑوں اور کھانوں سے نہیں۔ بلکہ کپڑے عید کے لئے ہیں۔ اور کھانے عید کے لئے ہیں۔ عید کی وجہ سے لوگ ہنستے اور بولتے ہیں۔ جس جگہ لاش پڑی ہو۔ وہاں اگر کوئی شخص ہنسے تو اس سے عید نہیں بن سکتی۔ اس دن عمدہ کپڑے میت والے کے گھر میں پہنوں یا اچھے کھانے پکا کر بھیجدو۔ تو ان کی عید نہیں ہو جائیگی۔ (کیونکہ یہ سنت طریق ہے۔ کہ جس دن کسی مسلمان کے گھر میں میت ہو جائے۔ تو دوسرے مسلمان ان کے گھر میں کھانا بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ صدمہ کی وجہ سے کھانا نہیں پکا سکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بچے وغیرہ بھوکے رہیں۔ پس ایسی حالت میں اس گھر کے لئے عید نہیں۔) اگر کھانے پینے سے عید ہوتی تو سب کی ایک عید ہوتی مگر حقیقت یہ ہے کہ سب کی نہیں۔ ہم امراء کو دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس عموماً اتنے زائد اور اچھے کپڑے ہوتے ہیں۔ کہ وہ عید پر کوئی خاص اہتمام نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن خوشی ہونے کی وجہ کھانوں اور کپڑوں کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتی ہے۔

مقصد میں کامیابی خوشی کا موجب ہے

اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ رمضان کے بعد آتی ہے۔ اس لئے ہم خوش ہوتے ہیں۔ کہ روزے ختم ہو گئے۔ اگر اس لئے خوشی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ کس نے مجبور کیا تھا۔ کہ روزہ رکھتے۔ نہ رکھتے۔ خدا کی طرف سے جبر کے سامان نہیں۔ کہ فرشتے پکڑ کر کسی سے کوئی کام کرائیں۔ پس عید اس لئے بھی نہیں کہ روزے ختم ہو گئے۔ کیونکہ روزے رکھنے کے لئے کوئی جبر بھی نہ تھا۔ پس اس لئے بھی خوشی نہیں کہ ایک بوجھ اتر گیا۔ ہاں عید کے معنے یہ ہیں کہ ہمارا ایک کام اور فرض تھا۔ ہم نے اسکو پورا کر دیا۔ لڑکا امتحان دیتا جاتا ہے۔ پاس ہو جاتا ہے۔ خوش ہوتا ہے۔ شادی ہوتی ہے۔ تو شادی کی غرض اولاد ہے۔ جب اولاد ہو تو انسان خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ عورت مرد کے ملنے کا نتیجہ اولاد ہے۔ پس اگر خوشی ہے تو اس لئے کہ کام کر لیا۔ ورنہ بہت ہیں۔ جنہوں نے کپڑے نہیں بدلے۔ کئی ہیں جنہوں نے کھانے نہیں کھائے اگر عید ہے تو اس کی کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر لیا۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

روزہ نہ رکھنے والے کیوں خوش ہیں

اگر کہو کہ وہ بھی خوش ہیں۔ جنہوں نے روزے نہیں رکھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے کئی قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ تھوڑے سے تعلق سے بھی ایک رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کامل مشابہت سے رنگت ہو جاتی ہیں اگر ایک شخص کے ہاں اولاد ہو۔ جو ہمارا دوست ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ دوستوں کی خوشی اپنی خوشی

ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ہم خوشی ہوں تو خاموش آدمی بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پس ان کی چونکہ اسلام کے نام میں مشارکت ہے اس لئے وہ لوگ جو اگرچہ کبھی روزہ نہیں رکھتے وہ اس رسمی مشارکت کے باعث خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ لوگ جو روزے رکھتے ہیں۔ وہ ان رسوم کے پابند ہیں جو ماں باپ کو کرتا دیکھتے ہیں۔ اس کی مثال اس بچے کی ہے جس کی ماں مر گئی۔ اور وہ اس کو سویا ہوا سمجھکر تھپڑ مارتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ماں بولتی کیوں نہیں۔ حالانکہ وہ ماں خاموش نہیں ہوتی۔ بلکہ مر گئی ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو رسمی طور پر خوش ہوتے ہیں۔ بے خبری سے خوش ہوتے ہیں۔ ورنہ یہ موقع ان کے لئے ماتم کا ہوتا ہے۔ کہ فیل ہو گئے۔ جس طرح فیل شدہ طالب علم کے لئے خوش ہونے کا مقام نہیں ہوتا۔ جیسے مردہ ماں کے بچے کے لئے ہنسنے کا مقام نہیں ہوتا۔ اسیطرح ان لوگوں کے لئے خوشی کی جگہ نہیں۔ جو عید مناتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنا مقصد پورا نہیں کیا ہوتا۔ پس عید انہی کی ہے جنہوں نے اپنے فرائض مفوضہ کو پورا کیا۔ چونکہ روزے بھی ایک فرض ہیں۔ اس لئے مسلمان خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس فرض کو ادا کر دیا۔

بڑے مقاصد جنکی عید کا خاتمہ نہیں

اگر میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ہمارے لئے ایک فرض صرف روزوں کا رکھنا ہی تھا۔ اگر نہیں تو پھر ہمیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہئے کیونکہ ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد جو عیدیں ہیں وہ کبھی ختم ہی نہیں ہوتیں۔ یہ عید تو ایسی ہے کہ آج آئی اور آج ہی چلی جائیگی۔ وہ عید آ کر نہ جائیگی۔ غرباء اپنے کپڑے سنبھال کر رکھینگے۔ مگر اس عید کا لباس کبھی میلا اور پرانا نہ ہوگا۔ یہ عید عارضی ہے۔ وہ عیدیں مستقل ہوں گی۔ ہاں یہ عید اس عید کے لئے بطور نشان کے ہے۔ جیسے دکاندار نمونہ کے طور پر دکھاتا ہے۔ اس عید میں یقین نہیں ہوتا۔ کہ ہم اپنے جس فرض کو ادا کر چکے ہیں۔ وہ مقبول بھی ہوا ہے کہ نہیں۔ لیکن ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد جو عید آتی ہے۔ وہ یقینی ہوتی ہے۔ اس کے بعد کوئی مصیبت نہیں کوئی ننگا اور بھوکا رہنا نہیں۔ بلکہ اگر وہ خدمتیں مقبول ہو جائیں۔ تو ان کے متعلق اللہ تعالٰے فرماتا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاءً بما کانوا یعملون کوئی انسان نہیں جانتا کہ کون سے سامان راحت اس کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ اور تو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں جانتے کہ ان کے لئے کونسے راحت کے سامان اللہ تعالٰے نے مخفی رکھے ہیں۔ پھر جب انسان ان امور میں کامیاب ہوتا ہے۔ تب اس کو حقیقی عید ملتی ہے۔ یہ عید تو ایسی ہے۔ جیسے نمونہ اور چاشنی ہوتی ہے۔ کہ انسان کو محسوس ہو جائے۔ کہ خوشی کی گھڑیاں کیسی ہوتی ہیں۔ جب حقیقی عید ملتی ہے۔ تو اس کے بعد انسان کے لئے نہ بھوک ہے نہ ننگا ہونا ہے۔ نہ کمزوری ہے۔ نہ کوئی اور خطرہ ہے۔ پس ہمیں اس عید کو سمجھنا چاہئے۔ اور چاہئے کہ اس عید کے لئے تیار ہو جائیں اگر اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو بے سود ہے۔ فوجوں میں کرتب کرائے جاتے ہیں۔ گھوڑے پر چڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ گولی چلانی سکھائی جاتی ہے۔ ان کی غرض یہی ہے کہ سپاہی میدان میں کام کر سکے۔ اگر میدان میں کام نہ کیا جائے تو پھر کرتبوں وغیرہ کا سیکھنا بے سود ہے۔

ہمارے مقاصد

ہمارا مقصد کیا ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دو مقصد ہیں حضرت مسیح موعود نے پہلا مقصد یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء اور قرب اور وصل ہمیں مل جائے اگر اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ تو یہ بڑی کامیابی اور حقیقی عید ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ انسان چاروں طرف سے منقطع ہو کر میرے ہو جائیں۔ باقی باتوں پر لات مار دیں۔ خدا کیلئے مال و جان کو قربان کریں۔ رشتہ داروں کو چھوڑ دیں۔ خیالات و وطن اولاد امیدوں اور امنگوں کو قربان کریں تو حقیقی عید دیکھینگے۔ اور یہی راز ہے۔ جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی خدا کے بندوں میں داخل ہو جاؤ۔ اور خدا کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ دوسرا مقصد بنی نوع پر شفقت ہے۔ اس کے کئی حصے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم ان تک وہ باتیں پہنچائیں۔ جن کے بغیر ان کی حالت موت سے بدتر ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو خدا تک پہنچائیں۔ اور صحیح راستہ پر لے آئیں اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں۔ اگر ہم بھوکے کو روٹی دیتے ہیں۔ تو اس کے ایک وقت کی تکلیف دور ہو جاتی ہے لیکن اگر ہدایت دیں تو وہ دونوں جہان میں کام آئیگی۔ اگر ننگے کو کپڑا دیں گے تو کچھ دیر کے لئے اس کا کچھ ستر ڈھک جائیگا۔ اگر تقوے کا لباس دیں۔ اور خدا کے دین میں داخل کریں۔ تو وہ ہمیشہ کیلئے ننگا ہونے سے محفوظ ہو جائیگا۔ پس خدا کے بندوں پر بڑی شفقت یہ ہے کہ ہم ان کو خدا تک پہنچائیں یہ شفقت کا بڑا مقام ہے۔ اگر ہم خدا کی مخلوق کا تعلق خدا سے کر دیں تو حقیقی عید ہے۔ اس کے بعد اور کوئی اور دن نہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اس سچی عید کے لئے اور ان مقاصد کے لئے کام کریں۔ اللہ تعالٰے کی رضا جوئی کی فکر کریں اور دنیا کو ہدایت دینے کیلئے جدوجہد کریں۔ جب تک ساری دنیا ہدایت نہ پالے سانس نہ لیں۔ کوئی کہے مجھے کیا فائدہ ہے کہ دنیا ہدایت پائے۔ تو میں کہتا ہوں اگر کوئی فائدہ نہ ہو تو یہ کیا کم ہے۔ کہ ہم تمام دنیا کو ہدایت پر جمع کئے۔ بغیر عید کو ہی نہیں دیکھ سکتے۔ جب تک لوگوں کے دکھوں کو دور نہ کریں۔ اللہ تعالٰے عید نہیں دیا کرتا۔ اگر ایک بچہ مر رہا ہو اور اس کے بچنے کی امید ہو — لوگ خوش نہیں ہوتے اسی طرح جب تک امید ہے عید نہیں منا سکتے۔ ہاں اگر ان سے بالکل مایوسی ہو جائے تو پھر لوگ سمجھ جائینگے۔ ان کے قلوب پر مہر لگ جائے۔ تو گویا وہ مر جاتے ہیں۔ تو مرنے والوں کے بعد بھی عید ہو سکتی ہے۔ اگر ہم عید چاہتے ہیں تو دنیا میں ہدایت پھیلائیں۔ خدا سے جو دور ہیں ان کو قریب کریں سچے راستہ پر لائیں۔ ورنہ ہمارے لئے عید نہیں سچی عید خدا کے قرب میں ہے۔ اور خدا کا قرب خدا کے بندوں کو اس کے قریب کرنے سے ملتا ہے اس مقصد میں کامیابی کے بعد جو سورج چڑھتا ہے وہ غروب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالٰے ہمیں توفیق دے ہمارے مقاصد پورے کرے۔ ہم حقیقی عید کو دیکھیں۔ جس کیلئے یہ عیدیں بطور نشان مقرر ہوئی ہیں۔

پیغام بلڈنگس کی مہربانیاں

جہاں ہمارے خلاف غیر احمدی علماء اپنے دیرینہ تعصب سے اندھے ہو کر نقصان رسان کارروائیاں کر رہے ہیں۔ وہاں پیغام بلڈنگس لاہور کے مکینوں نے بھی کچھ کمی نہیں رکھی۔ اور ہمارے مبلغوں کی طرف سے مرکز میں اس کے متعلق برابر اطلاعیں آتی رہتی ہیں۔ مگر ہم نے مناسب نہ سمجھا کہ اس کو پبلک کریں۔

اب پیغام لاہور نے نہایت زہریلا نوٹ چھاپا ہے۔ جس میں ہمیں سبز باغ دکھانیوالے اور دوسروں کے حقوق میں بیجا مداخلت کرنیوالے بنایا ہے۔

لکھتے ہیں کہ سانڈھن میں ہمارا مدرسہ تھا۔ اس کے مقابل میں ایک مدرسہ کھول دیا۔ جو باعث ہے۔ کہ کئے آدمی و گئے پیر شدی۔ آج سے کئی سال پیشتر چودھری بدر الدین صاحب راجپوت مرکز سلسلہ کی طرف سے سانڈھن میں بھیجے گئے۔ اور اس وقت سے وہ لوگ ان کے واقف اور گہرے تعلقات برادرانہ رکھنے والے ہیں۔ اور باوجود اس تقدم حقوق کے ہم وہاں اس وقت تک نہیں گئے۔ جب تک سانڈھن کے ایک بہت بڑے حصے نے ہم سے کئی بار درخواست نہیں کی۔ اور یہ تو پیغام والوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سانڈھن کے باشندوں میں آپس میں اختلاف ہے، اور ایک تھوک (پٹی) کے ساتھ آپ ہیں۔ پس دوسرے تھوکوں نے کئی بار ہم سے درخواست کی کہ یہاں مدرسہ کھول دیں۔ اور وہ آخر اپریل شدھ ہونے کو بھی تیار تھے۔ اس کی تاریخ بھی مقرر تھی۔ جس کی وجہ سے وہاں جانا پڑا۔ اور الحمد للہ کامیابی ہوئی۔ ہم نے اپنی طرف سے مدرسہ نہ کھولا۔ بلکہ انہیں کہا کہ آپ خود مدرسہ کھولیں اور ہم اپنا آدمی دیدینگے۔ تاکہ حفاظت اسلام کا فرض ادا ہو جائے۔ اور آپ کا تو مدرسہ ہی کونسا ہے۔ وہ تو انجمن شیعیہ کا ہے جسمیں آپ کا بھی ایک لڑکا پڑھانے لگ گیا۔ دکان بھی ان لوگوں کی درخواست پر کھولی گئی ہے۔

باقی آپ کے مبلغ ہمارے متعلق کیا زہر پھیلاتے ہیں۔ ایک دو واقعے ایک رپورٹ سے نقل کئے جاتے ہیں۔

"یہاں کے لاہوری مولوی لوگوں کو بہت بہکاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک آدمی میرے پاس آیا کہ تم ہمیں کافر سمجھتے ہو۔ میں نے پوچھا۔ کون کہتا ہے۔ کہنے لگا۔ لاہوری مولوی۔ میں نے جواب دیا۔ جب تم پڑھ جاؤ گے خود سمجھ جاؤ گے۔ پھر ایک ملکانہ آدمی آیا۔ اور مباحثہ کے لئے زور دیا۔ کہنے لگا کہ تم مرزا صاحب کو رسول کریم سے بڑھ کر سمجھتے ہو۔ اور قرآن میں کہیں نہیں آیا کہ تم ان کو نبی کہو۔ میں نے کہا کہ تمہیں قرآن شریف آتا ہے۔ کہنے لگا۔ نہیں۔ میں مولوی کو بلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ دیکھو ہم یہاں اسلئے آئے ہیں کہ تمہیں تعلیم سکھلائیں ہم نے تمہیں کبھی کہا ہے کہ تم مرزا صاحب کو نبی مانو جب پڑھ جاؤ گے اور سمجھ جاؤ گے۔ تو خود ہی ان لوگے ابھی جھگڑے میں کیوں پڑتے ہو۔ آخر بڑے اصرار سے میں نے حضرت صاحب کا شعر پڑھا ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے

آج مورخہ ۔ مئی کو ستی ایک ملکانہ آیا تھا برات میں چونکہ میں متھرا رہ چکا ہوں۔ اس لئے مجھے جانتا تھا۔ آکر ملا اور کہا۔ کہ تم تو یہاں کمزور ہو۔ متھرا میں غیر مولوی آ نہیں سکتا۔ اور یہاں لاہوری رہتے ہیں۔ میں نے بات پوچھی۔ مجھ سے یوں مخاطب ہوا۔ "وہ مجھ سے مولوی جو ڈانگرٹھ ہے۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ہاں کون مولوی ہے۔ میں نے کہا قادیانی۔ کہنے لگا کہ اُف! وہ تو کافر ہیں۔ ان سے بالکل تعلیم نہ سیکھو وہ تمہیں بھی کافر سمجھتے ہیں۔ تم ان سے کہو کہ ہم تمہارے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائینگے۔ تو وہ ہرگز نہیں پڑھینگے۔ پھر تمہارا جنازہ نہیں پڑھینگے۔ اور کلمہ ان سے پوچھو گے تو کہینگے کہ لا الٰہ الا اللہ مرزا غلام احمد رسول اللہ۔ پھر تم ابھی آریہ ہو جاؤ بہتر ہے۔ عیسائی ہو جاؤ بہتر ہے۔ قادیانی سے تعلیم نہ پاؤ۔"

آریہ دھرم کے نابود ہونے کی پیشگوئی

اگرچہ ملکانوں کی شدھی آریہ سماج کی ہاں اس آریہ سماج کی جسے پنڈت دیانند صاحب نے سناتن دھرم عقائد کو مٹانے اور نابود کرنے کے لئے بنایا۔ روحانی اور مذہبی موت ہے۔ کیونکہ ملکانوں کو آریہ عقائد نہیں بتائے جاتے۔ بلکہ سناتنی عقائد سکھائے جاتے ہیں اور شدھ کر کے آریہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ سناتنی ہندو بنایا جاتا ہے۔ بت پرستی سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ بت پرستی سکھائی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی آریوں کے شور و شر کی وجہ سے اور کثیر تعداد میں ایسے لوگوں کے جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے۔ آریوں کے ذریعہ مرتد ہو جانے سے ہر ایک مسلمان کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اور پہنچنا چاہیئے۔ ایسے حالات میں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ اور جو جس طرح مدد دے سکتا ہے۔ دے۔ لیکن کمزور طبائع کے لوگ مشکلات کے ہجوم اور دشمن کی عارضی اور ظاہری کامیابی کو دیکھ کر مایوسی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ خطرناک نکلتا ہے۔ اس لئے ذیل میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی آریہ سماج کے متعلق ایک پیشگوئی درج کی جاتی ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"یہ مت خیال کرو کہ آریہ یعنے ہندو ویدی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جسمیں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے۔ اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں۔ عیب جوئی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے۔ اور بڑا کمال ان کا یہی ہے۔ کہ

شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں۔ اور تقویٰ سے اور طہارت کی روح ان میں نہیں۔ یاد رکھو۔ کہ بغیر رُوحانیت کے کوئی مذہب نہیں چل سکتا۔ اور مذہب بغیر رُوحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں۔ جس مذہب میں روحانیت نہیں۔ اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں۔ اور صدق وصفائی کی روح نہیں۔ اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں۔ اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں۔ وہ مذہب مردہ ہے۔ اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو۔ اور خوشی سے اُچھلو۔ کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہوگے۔ تو فرشتے تمہیں تعلیمیں دینگے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی۔ اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکیگا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو۔ اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا کہ آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ (تذکرۃ الشہادتین ۶۵ و ۶۶)

اس وقت جبکہ آریوں نے دروغ بیانیوں اور بالفاظ آمیزیوں سے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ اس وقت جبکہ وہ اپنے آپ کو فتحیاب خیال کر رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ ان کے پھندے میں پھنس کر ہزاروں نام کے مسلمان مرتد ہو رہے ہیں۔ اسوقت جبکہ بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کہ آریہ نابود ہو جائینگے۔ اس وقت جبکہ آریہ مالی اور جتھہ کے لحاظ سے بہت مضبوط ہو رہے ہیں۔ غرض اسوقت جبکہ تمام کے تمام ظاہری سامان آریہ دھرم کے نابود ہونے کے خلاف ہیں۔ ہم اس الہامی پیشگوئی کو شایع کرتے ہیں اور کامل اُمید اور پورا یقین رکھتے ہیں کہ وہ دن آئیگا اور ضرور آئیگا۔ جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ اور ایسی صفائی کے ساتھ پوری ہوگی۔ کہ دوست دشمن کو اس کا اعتراف کرنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک چیز ہے۔ جو اپنے کمزور مگر حق پرست بندوں کی ہمیشہ مدد اور نصرت فرماتا اور ان کے مخالفوں کو تباہ کرتا رہا ہے۔ اور وہ اب بھی ایسا ہی کریگا اور اسلام کو اسی طرح غالب کریگا جس طرح اس نے پہلے کیا۔

پس آریوں کے شور و شر اور فتنہ سے کسی کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اور نہ ناامیدی کو اپنے پاس آنے دینا چاہیئے۔ کامیابی اسلام ہی کے لئے ہے۔ اور اسلام ہی غالب ہوگا۔ ولو کرہ الکافرون۔ قادیان

خاکسار۔ فتح محمد خان ایم اے امیر احمدی وفد المجاہدین
ہینگ کی منڈی۔ آگرہ۔ ۱۹ مئی ۱۹۲۳ء

آریوں کے متعلق ضروری کتب

آریوں کے پیدا کردہ فتنہ ارتداد نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور انہیں سمجھ آرہی ہے کہ بحیثیت مسلمان زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک طرف تو وہ اسلام کی تعلیم سے واقف ہوں۔ اس کی خوبیوں کو جانتے ہوں اور دوسری طرف مخالفین اسلام کے حملوں کو ردّ کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ دیگر مذاہب کی تعلیموں سے بھی واقف ہوں۔ تا کہ غیر مذاہب کے لوگوں کو ان کے مذاہب کے نقائص بتا کر مسلمان بنا سکیں۔

اس وقت میدان ارتداد میں آریوں سے جو مقابلہ درپیش ہے۔ اس میں حصہ لینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ بہت سے مسلمان خواہش رکھتے ہیں کہ آریوں کے خلاف کام کریں۔ لیکن انہیں ضرورت ہے ایسے ہتھیاروں سے مسلح ہونے کی۔ جن سے دشمن کو زیر کیا جاسکے۔ چنانچہ کئی اصحاب نے مجھ سے ملکر اور بذریعہ خطوط دریافت کیا ہے کہ آریوں کے متعلق کونسا لٹریچر مفید ہو سکتا ہے۔ ایسے سب اصحاب کی آگاہی کے لئے میں چند کتب کے نام لکھتا ہوں۔ اور یقین دلاتا ہوں کہ جو صاحب ان کتب کو غور اور توجہ سے پڑھینگے۔ اور انہیں بیان شدہ دلائل سے کام لینگے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ آریوں کے مقابلہ میں ہر جگہ کامیاب ہونگے۔ علاوہ ازیں ان کتب کے پڑھنے سے اسلام کی صداقت پر انہیں ایسا یقین اور اطمینان حاصل ہوگا۔ اور ایسی محبت پیدا ہوگی کہ اس کیلئے اپنا جان و مال قربان کر دینا معمولی بات نظر آئیگی۔

اس موقعہ پر میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ زمانہ کی حالت ایسی ہوگئی ہے۔ اور اسلام کے دشمن اسقدر پیدا ہو گئے ہیں کہ اب وہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ جنہوں نے اپنے لئے کبھی محنت و مشقت برداشت کی ہو۔ اور اپنی ضروریات کا بار دوسروں پر ڈالنے کے عادی ہوں۔ جو ایک دوسرے سے حسد و بغض اور حسد رکھتے ہوں۔ اور جو ہزاروں لوگوں کے مرتد ہو جانے پر بھی یا تو اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوں یا میدان ارتداد میں آریوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے آپس میں دست و گریبان ہو رہے ہوں۔ کیونکہ اسوقت اسلام جانی اور مالی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ آرام و آسایش کو چھوڑ کر محنت و مشقت کرنیوالوں کا طلبگار ہے۔ اور دوسروں سے خدمت کرانے کی بجائے خود ان کا خادم بننا ضروری ٹھہراتا ہے۔ مگر علماء کہلانیوالے اس کے لئے تیار نہیں۔ اسلئے ضرورت ہے کہ اسلام کا درد رکھنے والے وہ لوگ جو محنت و مشقت سے کام کرنے۔ بھوک پیاس کو برداشت کرنے اور اپنا پیٹ آپ پالنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ کھڑے ہوں۔ اور اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کریں کہ وہ عالم نہیں ہیں۔ اگر کوئی معمولی اردو دان بھی ہو۔ تو بھی حسب ذیل کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد بفضل خدا اپنے اندر اس قدر قوت محسوس کریگا کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی اس کے سامنے نہ ٹھہر سکیگا۔

چنانچہ چند ایک اہم کتب کے نام حسب ذیل ہیں:۔ (۱) چشمۂ معرفت (۲) نسیم دعوت (۳) براہین احمدیہ چہار حصص (۴) سرمہ چشم آریہ (۵) شحنۂ حق (۶) پرانی تحریریں (۷) آریہ دھرم (۸) تصدیق براہین احمدیہ (۹) ارد تناسخ (۱۰) نور الدین (۱۱) شدھی کی اشدھی (۱۲) آریہ دھرم کی حقیقت (۱۳) وید کا بھید (۱۴) قرآن مجید اور وید (۱۵) تصدیق کلام ربانی۔ ان کتب کے متعلق دفتر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور کو لکھنا چاہیئے۔ خاکسار فتح محمد خان ایم اے امیر وفد المجاہدین قادیان
ہینگ کی منڈی۔ آگرہ

اشتہار

نیلام ٹکڑہ جات ڈھکات تحصیل پھگواڑہ

چونکہ عالیہ صدر سے منظور فرمایا گیا ہے کہ رقبہ ڈھک واقعہ تحصیل پھگواڑہ کو آباد اور مزروعہ کرایا جائے۔ اس میں سے کچھ حصہ کے حقوق ملکیت نیلام کئے جانے کی تجویز ہے۔ سردست ڈھکات پھگواڑہ سے ذیل کے قطعہ جات از قسم بنجر ممکن درجہ اول

تعدادی سالم گھماؤں	۱ ڈھک چک پریکان	۲ ہٹیر ڈھنڈولی	۳ ہٹیر ڈھنڈولی رقبہ معروف محمد حسین والا	۴ ڈھک نورنگ شاہ پور	۵ ڈھک چاچوی
۱۰	للعہ ۲ ۱۱	ماعہ ۲ ۱۲	ماعہ ۳ ۱۸	للعہ ۳ ۷	عہ ۰ ۸

۶ ڈھک سنٹرہ راجپوتان اس غرض کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔

۱- یہ رقبہ ۱تا۴ پھگواڑہ خاص کے ارد گرد تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقعہ ہے چونکہ رقبہ عرصہ سے زیر درختان ڈھک چلا آتا ہے۔ اس لئے پتوں کے کھاد پڑنے سے اعلیٰ حیثیت کا ہوگیا ہے۔ ویسے بھی ہموار ہے۔ جو اغراض کاشت اور نصب چاہات کے لئے نہایت موزوں ہے۔

۲- ٹکڑہ جات ۱/ ۲/ ۳ کے حقوق ملکیت ۲۱ جیٹھ سمت ۱۹۸۰ مطابق ۳ جون ۱۹۲۳ء بروز یک شنبہ ۸ بجے صبح بمقام راولپنڈی (پھگواڑہ) اور قطعات ۴/ ۵/ ۶ ۲۲ جیٹھ مطابق ۴ جون ۱۹۲۳ء مقام کوٹھی پھگواڑہ ۸ بجے صبح نیلام کئے جائینگے۔ مناسب قیمت پہونچنے پر نیلام اسی وقت ختم کردیا جائیگا۔

۳- رقبہ بالعموم سات سات گھماؤں کے ٹکڑوں میں نیلام کے لئے تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح ٹکڑہ وار بولی ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ ٹکڑہ کی بولی دینی چاہے۔ تو دیسکتا ہے۔

۴- مالگذاری تامیعاد بندوبست بشرح پرتہ بارانی مال ۱۲/ ابواب ۸/ ۰ میزان ۱۲/ فی گھماؤں کے حساب سے لی جائیگی۔

۵- جس شخص کی بولی منظور کی جائیگی۔ اس سے زر چہارم فوراً خاتمہ بولی پر لیا جائیگا۔ اور بقیہ تین چہارم ایک ہفتہ کے اندر وصول ہوگا۔ اگر زر چہارم وصول ہو جائے۔ اور باقی تین چوتھائی میعاد کے اندر وصول نہو۔ تو پیشگی زر چہارم ضبط ہو کر مکرر نیلام سے جسقدر کمی آئے۔ وہ اول بولی دھندہ کی ذات وجائداد سے وصول ہوگی۔ اگر زر تین چوتھائی بھی داخل نہ ہو تو مکرر نیلام سے جو کمی ہوگی۔ وہ معہ زر چہارم اول بولی دہندہ کی جائداد سے وصول ہوگی۔

۶- دخل کل رقم کی وصولی پر کرایا جاکر داخل خارج ملکیت کرایا جائیگا۔

۷- کمیٹی کسی بولی کے منظور کرنے پر مجبور نہ ہوگی۔

۸- اس میں کسی رقبہ کی بولیاں بذریعہ درخواست صاحب آنریری سکرٹری کے پاس بھیجی جاسکتی ہیں۔ نیز اگر مزید حالات دریافت کرنے کی ضرورت ہو تو صاحب آنریری سکرٹری املاک کمیٹی سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

المشتہر سید عبد المجید آنریری سکرٹری املاک کمیٹی ریاست کپورتھلہ ۲۳ جیٹھ سمت ۱۹۸۰

فہرست نو مبایعین

یہ نمبر شمار ماہ جنوری ۱۹۲۳ء سے شروع ہوتا ہے

بقیہ ماہ جنوری ۲۳ء

۱۵۶- بنت فضل حق صاحب ضلع گورداسپور
۱۵۷- بنت 〃 〃
۱۵۸- بنت 〃 〃
۱۵۹- فرزند 〃 〃
۱۶۰- فرزند 〃 〃
۱۶۱- محمد فرید صاحب ضلع جھنگ
۱۶۲- فضل دین صاحب ضلع گورداسپور
۱۶۳- جلیل القدر صاحب ضلع میرٹھ
۱۶۴- مرزا احمد جان صاحب پشاور
۱۶۵- غلام مصطفٰے صاحب 〃
۱۶۶- سرفراز احمد خان صاحب 〃
۱۶۷- ملک خدا داد خان صاحب 〃

ماہ فروری ۱۹۲۳ء

میزان مبایعین جنوری ۱۶۷

۱- امام الدین صاحب ضلع گجرانوالہ
۲- اہلیہ نور احمد صاحب ضلع شاہپور
۳- اہلیہ چودہری رحمت خان صاحب گجرات
۴- اہلیہ غلام علی صاحب ضلع گجرات
۵- نواب الدین صاحب ضلع لائل پور
۶- غلام محمد صاحب ضلع منٹگمری
۷- نواب صاحب ضلع خانکی
۸- اہلیہ غلام رسول صاحب سیالکوٹ
۹- اہلیہ مالک علی صاحب ضلع 〃
۱۰- اہلیہ ثناء اللہ خان صاحب 〃
۱۱- عمر الدین صاحب 〃
۱۲- محمد یوسف صاحب راولپنڈی
۱۳- نائک فتح محمد صاحب ضلع جہلم
۱۴- اللہ بخش صاحب ضلع لاہور
۱۵- کریم بخش صاحب 〃
۱۶- بنت سیف علی خان صاحب راولپنڈی
۱۷- اہلیہ محمد ابراہیم صاحب گجرانوالہ
۱۸- اہلیہ نور احمد صاحب برار
۱۹- اہلیہ بہاول دین صاحب سیالکوٹ
۲۰- اہلیہ محمد شفیع صاحب ضلع سندھ
۲۱- محمد اسمٰعیل صاحب ضلع پٹیالہ
۲۲- چودہری موسےٰ خان صاحب سیالکوٹ
۲۳- امام بی بی صاحبہ 〃
۲۴- کریم بخش صاحب ہوشیارپور
۲۵- فتح محمد صاحب گجرات
۲۶- عطا محمد صاحب 〃
۲۷- رالیہ بی بی صاحبہ 〃
۲۸- فاطمہ بی بی صاحبہ 〃
۲۹- امام الدین صاحب 〃
۳۰- اللہ دتا صاحب ضلع سیالکوٹ
۳۱- لد اللہ دتا صاحب 〃
۳۲- اہلیہ اللہ دتا صاحب 〃
۳۳- اہلیہ چودہری نذیر حسین صاحب 〃
۳۴- حسانتہ بی بی صاحبہ 〃
۳۵- اللہ رکھا ولد وڈھاوا 〃
۳۶- اللہ رکھا ولد توشاہ 〃
۳۷- احمد علی صاحب 〃
۳۸- برکت بی بی صاحبہ 〃
۳۹- رمضان بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۴۰- چودہری غلام جیلانی صاحب 〃
۴۱- چودہری احمد بخش صاحب 〃
۴۲- چودہری عطا محمد صاحب 〃
۴۳- چودہری غلام حسین صاحب 〃
۴۴- چودہری صادق علی صاحب 〃
۴۵- اہلیہ حبیب اللہ صاحب 〃
۴۶- اہلیہ چودہری غلام حسین صاحب 〃
۴۷- اہلیہ چودہری غلام رسول 〃
۴۸- اہلیہ چودہری فتح دین صاحب 〃
۴۹- بابو احمد علی صاحب نو شہرہ چھاؤنی
۵۰- امین الحق صاحب پشاور
۵۱- فرزند محمود خان صاحب ملتان
۵۲- سوداگر صاحب ضلع گورداسپور
۵۳- غلام محمد صاحب جھنگ
۵۴- شیخ غلام دین صاحب سیالکوٹ
۵۵- حبیب اللہ صاحب 〃
۵۶- جہان خان صاحب شیخوپورہ
۵۷- مسماۃ گلشن بی بی کٹک
۵۸- عظیم بی بی ضلع گورداسپور
۵۹- غلام محمد صاحب لائل پور
۶۰- عبد اللطیف صاحب راولپنڈی
۶۱- رسول بخش صاحب چترال
۶۲- محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹ
۶۳- حیدر علی صاحب 〃
۶۴- رشید احمد صاحب ہوشیارپور
۶۵- جمال الدین صاحب شیخوپورہ
۶۶- اہلیہ 〃 〃
۶۷- دختر 〃 〃
۶۸- محمد حسین صاحب 〃
۶۹- حسن محمد صاحب ملتان
۷۰- اہلیہ صاحبہ محمد بشیر صاحب پٹیالہ
۷۱- اہلیہ احمد علی صاحب سیالکوٹ
۷۲- عبد الحق صاحب لدھیانہ
۷۳- عبد اللہ صاحب لائل پور
۷۴- اہلیہ اللہ دتا صاحب 〃
۷۵- محمد رمضان صاحب پٹیالہ
۷۶- پیر بخش صاحب ملتان
۷۷- عبد اللہ صاحب بہاول نگر
۷۸- محمد شفیع صاحب 〃
۷۹- رمضان بی بی صاحبہ لائل پور
۸۰- مظفر خان صاحب سیالکوٹ
۸۱- جہتاب بی بی 〃
۸۲- سردار بی بی 〃
۸۳- فضل بی بی 〃
۸۴- اللہ رکھا صاحب 〃
۸۵- خوشی محمد صاحب 〃
۸۶- مالاں 〃
۸۷- سردار 〃
۸۸- عبد الحق صاحب جہلم
۸۹- والدہ 〃 〃
۹۰- ہمشیرہ 〃 〃
۹۱- فاطمہ بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۹۲- الٰہی بخش صاحب 〃
۹۳- مالک علی صاحب 〃
۹۴- جلال الدین صاحب 〃
۹۵- عبد الواحد صاحب جہلم
۹۶- ہمشیرہ عبد اللہ صاحب ہزارہ
۹۷- بھاگ ضلع سیالکوٹ
۹۸- رسول بی بی 〃
۹۹- شیخ غلام حیدر صاحب جہلم
۱۰۰- کرم الٰہی صاحب 〃
۱۰۱- بابو جمال الدین صاحب امرتسر
۱۰۲- غلام محی الدین صاحب فیروزپور
۱۰۳- فیروز الدین صاحب جہلم
۱۰۴- منشی محمد حسن صاحب پٹیالہ
۱۰۵- بنت 〃 〃
۱۰۶- سکینۃ النساء صاحبہ 〃
۱۰۷- بنت سکینۃ النساء صاحبہ پٹیالہ
۱۰۸- شیخ محمود حسین صاحب دہلی
۱۰۹- برکت بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۱۱۰- مرزا فیروز الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۱۱- محمد دین صاحب شیخوپورہ
۱۱۲- تاج محمد صاحب 〃
۱۱۳- دفعدار محمد اسحٰق صاحب اٹک
۱۱۴- چودہری ناظر حسین صاحب سیالکوٹ
۱۱۵- چودہری سراج الدین صاحب 〃
۱۱۶- منشی عبد الغنی صاحب گجرانوالہ
۱۱۷- والدہ صاحبہ مختار احمد صاحب شاہ پور
۱۱۸- خالہ صاحبہ 〃 〃
۱۱۹- منشی نذیر احمد صاحب گجرات
۱۲۰- شیخ محمد حسین صاحب جہلم
۱۲۱- عطا حسین صاحب 〃
۱۲۲- امیر احمد صاحب ضلع انبالہ
۱۲۳- اہلیہ شیخ عبد اللہ صاحب بالمیر
۱۲۴- سید محمد حسین صاحب بنوں
۱۲۵- محمد حسین صاحب قریشی سیالکوٹ
۱۲۶- جلال الدین نائک کیمبل پور
۱۲۷- حکیم فخر الدین صاحب بہاولپور
۱۲۸- غلام سرور خان صاحب گورداسپور
۱۲۹- آمنہ صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۱۳۰- زینب 〃 〃
۱۳۱- فاطمہ 〃 〃
۱۳۲- دوست محمد صاحب 〃
۱۳۳- میاں محمد بخش صاحب 〃
۱۳۴- شاگردین صاحب بجنور
۱۳۵- فضل بی بی گورداسپور
۱۳۶- محمد علی صاحب 〃
۱۳۷- نعمت بی بی 〃
۱۳۸- خورشید 〃
۱۳۹- فرزند 〃
۱۴۰- بڑھیا 〃

(باقی دارد)

جماعت احمدیہ قادیان اور فتنہ ارتداد

"مبلغین اسلام میں اختلاف"

اس عنوان سے معزز ہمعصر "زمیندار" نے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ جس کا بیشتر حصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ بیان جو کنور صاحب کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں ہمارے متعلق جن غلط بیانیوں سے کام لیا گیا ہے ان کی تردیدات عنقریب آئندہ میں مفصل مضمون جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب سیال کے قلم سے شائع ہوگا۔ انشاء اللہ لیکن ہم اپنے معزز ہمعصر کو اس وقت صرف اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ بحمد اللہ جماعت احمدیہ قادیان کے کارکنوں کا طریق عمل وہی ہے جو ان کے امام محترم سیدنا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ نے دنیا کے سامنے اپنے اعلانات میں ظاہر فرمایا ہے۔ رہا مجلس نمایندگان کے ناظم صاحب کا بیان سو اس کی حقیقت اس ایک واقعہ سے ہی اچھی طرح ظاہر ہو سکتی ہے کہ مجلس مذکور کے ایک رکن جناب مولوی مرتضیٰ احسن صاحب تمام پنجاب و ہندوستان میں محض احمدیوں کی تکفیر و تفسیق کرنے اور قتل کے فتوے دینے کے لئے دورہ کر رہے ہیں۔ پس جب بلاوجہ اور بلاسبب انجمن نمایندگان کے ایک رکن رکین کی ڈیوٹی یہی نظر آتی ہے کہ انہوں نے بجائے انسداد ارتداد کے ہماری مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ نمایندگان کی رپورٹ جو ہمارے خلاف ہے اس کی حقیقت اور منشاء کیا ہے۔ (الفضل)

"آج ہندوستان کے غلام اور ذلیل مسلمانوں کی بدبختی کا یہ عالم ہے کہ ایک ایسی جماعت جو مذہباً اسلام کی دشمن ہے ہزارہا ناواقف اور جاہل مسلمانوں کو توحید کی غلامی سے نکال کر اصنام پرستی کی طرف لا رہی ہے۔ لیکن مسلمان اتفاق و اتحاد کے بجائے آپس کے قدیمی اختلاف و افتراق کو برقرار رکھ رہے ہیں۔ اور جتنی جتنی انجمنیں حالت موجودہ میں تبلیغ و انسداد ارتداد کا کام انجام دے رہی ہیں ان میں سے اکثر جہاں اپنی خدمات کا اعلان کرتی ہیں۔ وہاں اس امر کو بھی لازم سمجھتی ہیں۔ کہ دوسری انجمنوں کے کار و بار کو جماعت بندانہ تنگی سے کوسا جائے۔ اور ہر ممکن پہلو سے ان کی تنقیص کیجائے۔

بریلی کے مولانا احمد رضا خاں مرحوم کی جماعت اور قادیانی احمدیوں کے طبقے سے "زمیندار" کے جو کچھ تعلقات تھے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ بارہا بعض دینی و سیاسی مسائل میں "زمیندار" نے ان جماعتوں کے خلاف سختی سے آواز بلند کی ہے۔ لیکن جب سے فتنہ ارتداد شروع ہوا اور ان جماعتوں کی طرف سے حلقہ ارتداد میں سرگرمی اور جوش سے کام ہونے لگا "زمیندار" نے عہد کر لیا۔ کہ مقاصد ملی کی حفاظت اور خدا و رسول کے نام کی عزت و حرمت کو مدنظر رکھ کر ان کی مخالفت ترک کر دیجائے۔ کیونکہ اسلام کے مقاصد عالیہ تمام جزوی اختلافات پر بدرجہ فضیلت رکھتے ہیں۔ اور جو جماعت محض جماعتی اور فرقہ دارانہ اختلافات کی وجہ سے کسی دوسری جماعت کی اسلام پرستانہ مساعی میں روڑے اٹکاتی ہے۔ وہ اسلام کی خیر خواہ کہلانے کا کسی طرح حق نہیں رکھتی۔

دفتر "زمیندار" میں ایک طرف ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک طویل مضمون موصول ہوا ہے جس میں مختلف جماعتوں اور انجمنوں کے مولویوں اور مبلغین کی افتراق انگیز مساعی کی پردہ کشائی کی گئی ہے۔ اور قادیانی احمدیوں کے مضمون نگاروں نے بھی بارہا اس عدم رواداری کی شکایت کی ہے۔ جو حلقہ ارتداد میں دوسری جماعتیں ان کے خلاف روا رکھ رہی ہیں۔ دوسری طرف جناب کنور عبدالوہاب صاحب ناظم مجلس نمایندگان تبلیغ کی طرف سے ایک مراسلہ وصول ہوا ہے۔ جس میں قادیانی احمدیوں کی جماعت کو اختلاف کا ذمہ دار گردانا ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنے ان تمام بھائیوں کو کس طرح سمجھائیں۔ اور بحیثیت متحدہ مقاصد کی اہمیت کا احساس کیونکر دلائیں۔ ایسی نازک حالت پر ماتم کرنے اور خون کے آنسو بہانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ کیونکہ اختلاف کا مرض بدقسمتی سے مسلمانان ہند کی طبیعت ثانیہ بن چکا ہے اور مقلب القلوب کے سوا کسی دنیاوی طاقت میں یہ توفیق نہیں کہ ان لوگوں کے دلوں کو نفس پرستی اور ذاتی ترفع کے جذبات سے پاک کر سکے۔

اس کے برعکس ہندوؤں کی حالت ملاحظہ ہو۔ اگرچہ سوامی شردھانند آریہ سماجی ہیں۔ لیکن آریہ سماج کی جماعتوں کے علاوہ سناتن دھرم اور جینی وغیرہ بھی ان کے شریک کار ہیں اور آج تک ان لوگوں میں اختلاف کی ایک آواز بھی بلند نہیں ہوئی۔ سناتن دھرم والوں نے کبھی شکایت نہیں کی۔ کہ سوامی شردھانند ملکانوں کو آریہ بنا رہے ہیں۔ "پرتاپ" "کیسری" اور "تیج" کے فائل اٹھا کر دیکھئے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ آپ کو ایک تحریر ایک خبر۔ ایک اطلاع ایک مراسلہ بھی ایسا نہ ملے گا جس سے ہندو مبلغین کا ذرہ برابر باہمی اختلاف ظاہر ہوتا ہو لیکن "زمیندار" "سیاست" "وکیل" اور دوسرے اسلامی اخبارات کی جلدیں پڑھئے۔ تو آپ پر بار بار اس افسوسناک حقیقت کا انکشاف ہوگا۔ کہ ایک انجمن دوسری انجمن کو حلقہ ارتداد میں کام کرتے دیکھنا گوارا نہیں کرتی۔ خدا کا کام ہے لیکن بندوں نے اسے ذاتی اختلافات اور ذاتی شہرت پسندی کی جولانگاہ بنا رکھا ہے۔ کیا یہ سر پیٹنے کا مقام نہیں ہے؟

ہم مجلس نمایندگان تبلیغ اور دوسری تمام تبلیغی انجمنوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر احمدی مبلغین ملکانوں کو احمدی بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو آپکو بگڑنے کا کوئی حق نہیں۔ جس طرح آپ ان کو حنفی و اہلحدیث بنانے کا حق رکھتے ہیں۔ احمدی مبلغین ان لوگوں پر اپنا کیش و مذہب پیش کرنے میں آزاد ہیں۔ اور ہندو ہو جانے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ ایک مسلمان احمدی ہو جائے۔ کیا خدا کو ایک رسول کو برحق۔ قرآن کو کلام الہٰی تسلیم کرنے اور بہشت دوزخ سزا و جزا روز قیامت پر ایمان رکھنے والا بہتر ہے۔ یا تینتیس کروڑ دیوتاؤں کا ماننے والا بت پرست۔ حیوان پرست مشرک۔ نیوگ اور تناسخ کا قائل اچھا ہے؟ لایستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ اصحاب الجنۃ ھم الفائزون۔

سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی دیکھ لیجئے اگر چھ لاکھ ملکانے مسلمانوں کی کسی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ تو مسلمانوں میں شمار کئے جائینگے۔ لیکن اگر ہندو ہو گئے۔ تو فریق ثانی کی طاقت میں اضافہ کا باعث ہونگے۔ مسلمانوں کے مقاصد سیاسی کی حفاظت کے دعوےدار بتائیں کہ صواب کی راہ کونسی ہے؟

آخر میں ہم جناب میرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ کی طرف سے جتنے اعلانات شائع ہوئے ہیں ان میں ہم نے کبھی ایسے فقرات نہیں پائے جن سے یہ ہدایت مترشح ہو کہ آپ کے مبلغین حلقہ ارتداد میں جا کر مرتدین کے سامنے احمدیت پیش کریں لیکن اس کے برعکس ہمارے پاس نہایت معتبر اطلاعات موصول ہوئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ احمدیوں کا طریق تبلیغ ملکانوں کو احمدی بنانے کے سوا کچھ نہیں حالانکہ آپ بار بار اس امر پر زور دے رہے ہیں۔ کہ ملکانوں پر صرف اسلام کے ابتدائی اصول توحید و رسالت اور ضروری اعمال صوم و صلوٰۃ پیش کرنے ہی کی ضرورت ہے۔ کیا آپ براہ کرم اس امر کا کوئی انتظام فرمائینگے۔ کہ آپ کے مبلغین ایسا رویہ اختیار کریں جس سے ہر رنگ اور ہر عقیدے کے مسلمان مبلغین کے ساتھ ان کا اشتراک عمل ممکن ہو جائے۔ باختلاف کی دوسری وجوہ بھی بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ سب سے بڑی وجہ وہ وسیع اختلاف ہے۔ جو عام مسلمانوں اور قادیانی احمدیوں کے درمیان پہلے سے موجود ہے کاش عام مسلمان اور قادیانی احمدی دونوں اپنے فرائض سمجھیں۔ موقع شناسی سے کام لے کر جوش خلوص و صداقت سے مصروف کار رہیں۔ اور مخالفین کو مضحکہ کا موقع نہ دیں۔

(زمیندار ۱۷ مئی ۱۹۲۳ء)

(باہتمام شیخ محمد احمد صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)